إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۲؍

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۲؎

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳؎

نمبر ۸۶ | مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۳۲ء یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۰ رمضان ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

پریزیڈنٹ صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام

مسلم ایسوسی ایشن جموں کا تار

حسب ذیل تار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں مسلم ایسوسی ایشن جموں کی طرف سے پہونچا ہے۔

"۱۱ جنوری کو جموں کے ہندوؤں نے مہاراجہ صاحب اور سرکاری افسروں سے ملاقات کی۔ اور بعدازاں ایک جلسہ میں سازش کی۔ کہ میرپور کے ہندوؤں کی مفروضہ شکایات کا انتقام لینے کے لئے جموں کے مسلمانوں کو تہ تیغ کر کے ان کے مکانات کو لوٹا اور جلا دیا جائے۔ اس غرض کے لئے مسلح دیہاتی راجپوتوں کو جموں میں منگوانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ وائسرائے ہند اور مہاراجہ صاحب کو اطلاع دیدی گئی ہے۔ مہربانی فرما کر احتیاطی انتظامات کرانے کی کوشش فرمائیں۔ مسلمان سخت مضطرب ہیں"۔

مسلمانان جموں کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ان کی ہر ممکن امداد کی پوری توجہ سے کوشش فرما رہے ہیں۔

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ خاندانِ نبوت میں بھی ہر طرح خیریت ہے۔

۱۵ جنوری جناب مفتی محمد صادق صاحب نے مولوی جلال الدین صاحب کے اعزاز میں مختصر سی ٹی۔ پارٹی دی جس میں مولوی صاحب نے چند منٹ عربی میں تقریر کی۔

نظارت دعوت و تبلیغ نے مبلغین کو اپنے اپنے حلقہ میں روانہ کر دیا ہے۔ البتہ مولوی ظہور حسین صاحب کلکتہ تبلیغ کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

دھاریوال عیسائیوں سے عنقریب ایک مباحثہ ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔ جس کے متعلق مولوی جلال الدین صاحب شمس شرائط طے کرنے کے لئے وہاں بھیجے گئے ہیں۔

اخبارِ احمدیہ

"زمیندار" کی دروغگوئی کی تردید

کسی دوست کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ اخبار "زمیندار" میں میرے احمدیت سے ارتداد کی خبر شائع ہوئی ہے۔ میں اب تک اس سے بے خبر تھا۔ کیونکہ نہ میں نے کبھی "زمیندار" پڑھا۔ اور نہ کسی نے مجھے اس خبر کی اطلاع دی ورنہ فوراً تردید کرتا۔ مختصراً "زمیندار" کا جواب یہ ہے۔ کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ میں احمدیت پر دل وجان سے قائم ہوں۔ اور امید ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے تادم مرگ قائم رکھے گا۔

خاکسار حافظ غلام محمد خادم از جموں

گمشدہ کی تلاش

مسمی محمد شریف عمر قریباً ۲۴-۲۵ سال تیم ؟ گل ۸ دسمبر ۱۹۳۱ء کو گجرات سے کہیں چلا گیا ہے۔ اگر کسی دوست کو ملے۔ تو عبد الکریم گڈس کلرک محلہ شیرہ خیرا بازار ٹمبل گجرات کو اطلاع دیں۔ اگر کوئی صاحب اس کو یہاں پہونچائیں۔ تو علاوہ کرایہ ریلوے کے باقی خرچ بھی دیا جائے گا۔ خاکسار برکت علی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ گجرات۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی اپیل

برادران اسلام!

آپ پر روشن ہوچکا ہے۔ کہ غریب مسلمانانِ کشمیر کو ابتدائی انسانی حقوق کے حصول میں آج تک کس طرح اپنا قیمتی خون پانی کی طرح بہانا پڑا ہے۔ اور یہ واضح ہوچکا ہوگا۔ کہ غریب مسلمانانِ جموں کو کن رُوح فرسا مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس کے بعد بیسیوں ناکردہ گناہ مسلمانوں پر کشمیر بھر میں مقدمات دائر کر دیئے گئے۔

آپ کو یہ معلوم کرکے بے حد افسوس ہوگا۔ کہ سرمایہ کی کمی کی وجہ سے کمیٹی کمزور ہوچکی ہے۔ کیونکہ برادرانِ ملت نے یہ خیال فرماکر کہ اب کام ختم ہوچکا ہے اور روپیہ کی ضرورت نہیں رہی۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو مالی امداد بہم پہونچانا ترک کردیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہماری ضروریات روزافزوں بڑھ رہی ہیں۔

برادران اسلام! یاد رہے۔ کہ آپ کی اس وقت سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بھائیوں کی فلاح وبہبود مقصود ہے۔ بے گناہ اور غریب کشمیریوں کی بیش بہا قربانیاں آپ کے لئے مثال کے طور پر موجود ہیں۔ اس لئے بزور مگر دردمندانہ استدعا ہے۔ کہ اپنے غریب کشمیری بھائیوں کی امداد کے لئے جلد سے جلد خود اور اپنے دیگر بھائیوں سے حتی المقدور چندہ وصول کرکے ارسال فرمائیں۔

(خاکسار عبدالرحیم درد سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی)

میں ان تمام برادرانِ اسلام کا تہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے اپنی گرانقدر خدمات اور بیش بہا سرمایہ سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ذریعہ سے اپنے مظلوم کشمیری بھائیوں کی امداد کی ہے۔ آپ کی اطلاع کے لئے یہاں ذکر کردینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے کئی ماہ سے باقاعدہ ایک معقول رقم ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن جموں کو ماہ بماہ پہونچ رہی ہے۔ اور اسی طرح سرینگر کی ایسوسی ایشن کو اس کے علاوہ مظلومین اسلام آباد شوپیاں و دیگر علاقہ جات کشمیر کی کافی رقم سے وقتاً فوقتاً امداد کی گئی۔ کمیٹی کا کافی سٹاف جو پانچ وکلاء اور دیگر کارکنوں پر مشتمل ہے۔ اس وقت کشمیر میں خدمات انجام دے رہا ہے۔

ماہِ مبارک

مبارک ماہ جس میں حق تعالیٰ کا کلام آیا،
فلک پر دیکھ کر جس کو زباں سے مرحبا نکلا،
تھا جس کا انتظار اک سال سے سب بادہ خوار ونکو
جو سر تن سے جدا کرتا ہے رجس وفسق وباطل کا
زمیں پر روزہ رکھکر اقتداء کرتے ہیں جس کی ہم
امیر دل پر غریبوں پر نوازش اور کرم کرنے
جو بھوکوں اور پیاسوں پر ترس کھاتے نہیں ان سے
قیامت تک رہے گی جس کی دنیا میں ضیاباری
نہ کیوں بھیجوں درود اُس ذاتِ عالی پر میں اے حافظ

مسلمانو! مبارک ہو۔ وہی ماہِ صیام آیا،
زمیں پر رحمتِ حق لے کے وہ عالی مقام آیا،
خدا کا شکر ہے۔ یارو کہ گردش میں وہ جام آیا
وہ اپنے ہاتھ میں پھر لے کے تیغِ بے نیام آیا،
ہلالِ نو کی صورت میں فلک پر وہ امام آیا،
خدا کی رحمتِ خاص آئی اس کا لطفِ عام آیا
مہِ نو صورتِ خنجر ہے لینے انتقام آیا،
وہ نورِ آخری لیکر مرا ماہِ تمام آیا،
رسولِ پاک کی جانب سے ہے جس کو سلام آیا،

(حافظ سلیم احمد اٹاوی)

جموں میں مقتولین میرپور کا ماتم

جموں ۱۴ جنوری۔ پرسوں شام اخبارات کے ذریعہ یہ رُوح فرسا خبر پہنچی کہ میرپور میں پانچ نہتے مسلمان زمیندار قتل اور ۲۵ مجروح کردیئے گئے ہیں ڈوگرہ فوجوں کی جموں سے میرپور کو روانگی بتا رہی تھی۔ کہ مسلمانان میرپور گولی کا نشانہ بنائے جانے والے ہیں۔ مسلمانان جموں نے یہ اندوہناک خبر پورے صبر وسکون کے ساتھ سُنی۔ اور کل مسلم حلقہ میں ہڑتال کی گئی۔ بارہ بجے کے بعد مسجد تالاب کھٹیکاں میں ہزارہا مسلمانوں نے مقتولین میرپور کی نماز جنازہ پڑھی جس کے بعد مفتی محمد اسحاق مولوی محمد حسین۔ اور جناب مولانا یعقوب علی صاحبان نے مسلمانوں کو موجودہ ابتلاء میں مستقل مزاج اور صابر وشاکر رہنے کی تلقین کی۔ میرپور کے متعلق روزانہ تشویشناک خبریں آرہی ہیں۔ کل کی خبر ہے۔ کہ تین بار اور گولی چلائی گئی۔

محرم علی چشتی پر مسلمانوں کو اعتماد نہیں

معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت اپنے مفاد کی خاطر محرم علی چشتی وکیل کو مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کے لئے سرکاری وکیل بنا رہی ہے۔ چونکہ چشتی صاحب نے ادھم پور میں احرار قیدیوں کو معافی مانگنے پر مجبور کرنے کے لئے...

درخواست ہائے دعا

۱۔ احباب میری لڑکی امۃ الغفور بیگم کی صحتِ کامل کے لئے دُعا فرمائیں۔ خاکسار عبد الغفور خاں۔ کراچی۔

۲۔ مولوی عبد المنان صاحب امیر جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ بعارضہ بخار کئی روز سے بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار عبد الرحمٰن کاٹھ گڑھ۔

۳۔ میرا بچہ فوت ہوگیا ہے۔ احباب نعم البدل اور صبر کی توفیق کے لئے دعا کریں۔ نیز میری اہلیہ بیمار ہے۔ اس کی کامل صحت کے لئے بھی دُعا کی جائے۔ خاکسار محمد شفیع وٹرنری اسسٹنٹ جڑانوالہ۔

۴۔ میری بچی ۱۴ جنوری کو فوت ہوگئی ہے۔ احباب ہمارے لئے نعم البدل اور صبر کی توفیق کی دُعا فرمائیں۔ خاکسار محمد یونس از بریلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

اسلام اور عیسائیت کی باہمی اختلاف کے تصفیہ کی صورت

اہم اختلافی امور پر تبادلہ خیالات ہونا چاہیئے

"نور افشاں" کی دعوتِ تصفیہ

عیسائی اخبار "نور افشاں" (یکم جنوری) نے "مسلم برادران کو دعوت" کے عنوان سے اسلام اور عیسائیت کے باہمی اختلاف کے تصفیہ کی ایک نہایت ہی عجیب صورت پیش کی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے:-

"آپ اپنے میں سے دو جید عالم مجتہد جو مسلمانوں میں مانے ہوئے پیشوا ہوں۔ مقرر کریں۔ اسی طرح مسیحی بھی دو عالم انتخاب کریں۔ فریقین قرآن اور بائیبل کو اپنے سامنے رکھ لیں سوائے ان الہامی کتابوں کے کوئی حدیث۔ کوئی روائت درمیان میں نہ لائی جائے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں۔ کہ قرآن میں جو کچھ انجیل و توریت کے مطابق ہوگا۔ ہم اس کو بسر و چشم کلام اللہ قبول کر کے ایمان لائیں گے۔ ایسے ہی جو کچھ انجیل و توریت میں قرآن کے مطابق ہووے۔ آپ قبول فرما کر ایمان لاویں۔ روز کا جھگڑا ختم ہوگا۔"

تصفیہ کی غلط صورت

مگر سمجھ میں نہیں آتا۔ اس تجویز سے روز کا جھگڑا کس طرح ختم ہو سکتا ہے۔ کہا گیا ہے۔ جو کچھ قرآن میں انجیل و توریت کے مطابق ہوگا۔ عیسائی فوراً مان لیں گے۔ لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کا کسی فیصلہ پر انحصار ہو۔ عیسائی اب بھی یہی دعوےٰ کرتے ہیں۔ کہ انجیل و توریت میں جو کچھ لکھا ہے۔ اسے وہ مانتے ہیں۔ البتہ اگر وہ یہ اعلان کر دیں۔ کہ انجیل و توریت کی فلاں فلاں بات عیسائیوں کے نزدیک قابلِ تسلیم نہیں۔ ان میں سے جو جو بات قرآن کے مطابق ثابت ہو جائے گی۔ اسے عیسائی فوراً مان لیں گے۔ تو یہ ایک صورت ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ جو کچھ قرآن میں انجیل و توریت کے مطابق ہو۔ وہ مسلمان مانیں۔ یہ بھی لاحاصل امر ہے جب مسلمان قرآنِ مجید کو اللہ تعالےٰ کا کلام مانتے ہیں۔ تو انجیل و توریت کی جن باتوں کی قرآن سے تصدیق ہوتی ہے۔ انہیں وہ پہلے ہی مانتے ہیں اور قرآن کریم میں مومنوں کا یہ فرض قرار دیا گیا ہے۔ کہ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ یعنی جو کچھ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدا کی طرف سے اُترا۔ اور جو آپ سے پہلے اُترا۔ اس پر ایمان لائیں۔ پس ان دونوں امور کا تو بغیر مسیحی اور اسلامی علماء کے تصفیہ کے پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے مسلمان ان تمام باتوں کو مانتے ہیں۔ جو پہلے صحف میں قرآن کے مطابق ہیں۔ اور مسیحی بھی اُن باتوں کو تسلیم کرنے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ جو ان کی کتابوں نے بیان کیں۔ خواہ قرآن ان کی تصدیق کرے یا نہ کرے۔ پس یہ تو روز روز کے جھگڑے کو مٹانے کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اور ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ تجویز جس دماغ نے سوچی ہے اسے اتنا بھی معلوم نہیں۔ کہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں تصفیہ کی کیا صورت ہونی چاہیئے؟

تصفیہ کی صحیح صورت

یہ ایک بالکل عام فہم بات ہے۔ کہ جھگڑا کسی اختلاف کی بناء پر ہی ہوا کرتا ہے۔ اور جھگڑے کے مٹانے کی یہی صورت ہوا کرتی ہے۔ کہ فریقین کے اختلافات کو دیکھا جائے۔ اور یہ معلوم کیا جائے۔ کہ کونسے فریق کے اختلاف کی بنیاد معقولیت اور صداقت پر مبنی ہے۔ اور کونسا فریق اپنے اختلاف میں نامعقولیت اور ناحق پر اڑا ہوا ہے۔ اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں۔ کہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں مذہبی عقائد کے لحاظ سے کئی ایک اختلافات ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان میں مذہبی جھگڑا ہے۔ اس جھگڑے کے مٹانے کا طریق یہی ہے۔ جو "نور افشاں" نے اسی مضمون کے ایک فقرہ میں اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ "تم آپ ہی کیوں فیصلہ نہیں کرتے۔ کہ واجب کیا ہے"۔ پس دیکھنا یہ چاہیئے اور فریقین کو قرآن اور بائیبل سامنے رکھ کر فیصلہ اس بات کا کرنا چاہیئے۔ کہ اختلافی امور میں عیسائی جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ "واجب" ہے۔ یا جو مسلمان کہتے ہیں۔ وہ "واجب" ہے۔

"نور افشاں" نے اگر عیسائیوں کی طرف سے ذمہ وارانہ طور پر اور سچے دل سے تصفیہ کی ضرورت محسوس کی ہے۔ اور صحیح طور پر اس میں یہ احساس پیدا ہوا ہے۔ کہ:-

"اس سے پیشتر کہ بلاوا آوے۔ فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ کہ حق کیا ہے"۔ "خدا نے ہم کو عقل و تمیز بخشی ہے۔ حق و باطل کا فیصلہ ہمارے اپنے ذمہ ہے"۔

تو اسے ان باتوں کے تصفیہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ جنہیں حق و باطل قرار دینے میں عیسائیوں اور مسلمانوں کا اختلاف ہے۔ یعنی وہ عقیدہ جسے مسلمان حق قرار دیتے ہیں۔ لیکن عیسائی باطل بتاتے ہیں۔ یا جسے عیسائی حق سمجھتے ہیں۔ اور مسلمان باطل قرار دیتے ہیں۔ ان میں سے کونسا عقیدہ حق اور کونسا باطل ہے۔ اور پھر جو حق ثابت ہو۔ اسے قبول کر لینا چاہیئے۔

ہم ایسے اختلافی عقائد میں سے چند ایک بطور مثال پیش کر کے عیسائی صاحبان سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ان کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ اسی طریق پر کر لیں۔ جو "نور افشاں" نے بایں الفاظ پیش کیا ہے۔ کہ:-

"فریقین کے منتخب شدہ نمائندے قرآن اور بائیبل کو اپنے سامنے رکھ لیں۔ سوائے ان الہامی کتابوں کے کوئی حدیث۔ کوئی روائت درمیان میں نہ لائی جائے"۔

مسئلہ تثلیث

سب سے پہلا عقیدہ جس میں موجودہ عیسائیت اور اسلام کا بہت بڑا اختلاف ہے۔ وہ عیسائیوں کا مسئلہ تثلیث ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ باپ۔ بیٹا اور روح القدس تینوں اقنوم ہیں۔ اور تینوں الوہیت میں یکساں درجہ رکھتے ہیں۔ مگر اسلام اسے کفر قرار دیتا۔ اور اس کی سخت سزا بتاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے:-

"لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلثة وما من الٰه الا الٰه واحد۔ وان لم ينتهوا عما يقولون ليمسن الذين كفروا منهم عذاب اليم" (مائدہ)

ان لوگوں نے کفر کیا۔ جنہوں نے تین ایک اور ایک تین خدا ہونے پر ایمان رکھا۔ خدا تو ایک ہی ہے۔ اگر یہ لوگ باز نہ آئے تو ان پر دردناک عذاب نازل ہوگا۔

پس اسلام کے نزدیک اللہ تعالےٰ لم یلد ولم یولد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے رسول ہیں۔ اور روح القدس اس کا پیام پہونچانے والا ایلچی۔ کیا عیسائی بھی یہی مانتے ہیں۔

کفارہ

پھر عیسائی مسئلہ کفارہ کو بھی اپنے ایمانیات میں شامل کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ خدا نے گنہگاروں کو یسوع مسیح کے خون سے نجات دی۔ چنانچہ بائبل میں لکھا ہے۔

"ہم یسوع مسیح کے جسم کے ایک ہی بار قربان ہونے کے وسیلے سے پاک کئے گئے ہیں" (عبرانیون ۱۰:۱۰)

"اگر کوئی گناہ کرے۔ تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے۔ یعنی یسوع مسیح راستباز۔ اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی" (۱- یوحنا ۲/۲)

"وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا۔ تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راستبازی کے اعتبار سے جئیں۔ اور اسی کے مار کھانے سے تم نے شفا پائی" ۱- پطرس ۲/۲۴۔

غرض عیسائی کفارہ یسوع کے قائل ہیں۔ اور ان کا عقیدہ ہے۔ کہ دنیا کو گناہوں سے نجات دینے کے لئے خدا نے اپنا اکلوتا بیٹا "یسوع" بھیجا۔ جو صلیب پر جان دے کر لوگوں کو گناہوں سے نجات دے گیا۔ مگر اسلام اس عقیدہ کی پُر زور طریق سے تردید کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے:-

لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ کوئی انسان کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ کل امرئ بما کسب رھین۔ ہر انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی کے عوض گرو رکھا ہوا ہے۔ لا تجزی نفس عن نفس شیئا۔ کوئی انسان کسی دوسرے کے اعمال کے عوض کام نہیں آ سکتا۔ پھر فرماتا ہے۔ وقال الذین کفروا للذین اٰمنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطٰیکم وما ھم بحاملین من خطایاھم من شیء انھم لکاذبون۔ کہ کافر مومنوں سے کہتے ہیں۔ اگر تم ہماری اتباع کرو۔ تو ہم تمہاری خطاؤں کو اٹھا لیں گے۔ فرمایا۔ یہ سب جھوٹ کہتے ہیں۔ اور ان کے قول میں ذرا بھر بھی سچائی نہیں:۔

پس اسلام عیسائیت کے پیش کردہ کفارہ کی کھلے اور صاف الفاظ میں تردید کرتا ہے:۔

مسیح کا ابن اللہ ہونا

پھر عیسائی یسوع کو ابن اللہ قرار دیتے ہیں۔ اور ایسا ابن کہ جیسا نہ کوئی ہوا۔ نہ ہو سکتا ہے۔ مگر اسلام ایسی ابنیت کا اس قدر مخالف ہے۔ کہ قرآن کریم میں آتا ہے:-

تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا۔ ان دعوا للرحمٰن ولدا۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے۔ زمین شق ہو جائے۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں۔ اس وجہ سے کہ کچھ لوگوں نے کہا۔ خدائے رحمان بھی بیٹا رکھتا ہے:۔

توریت و انجیل میں تحریف

پھر قرآن کریم سے تو یہ بھی ثابت ہے۔ کہ موجودہ تورات و انجیل محرف ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ کہ یہودیوں کی عادت تھی۔ کہ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ خدا کے کلام میں تحریف کر دیتے۔ اور عیسائیوں کے متعلق فرماتا ہے ورھبانیۃ ن ابتدعوھا ما کتبنٰھا علیھم۔ وہ رہبانیت جس کی ان کی کتب میں تعلیم ہے۔ ہمارا حکم نہیں۔ بلکہ انہوں نے خود بخود ملائی۔ پس قرآن تورات و انجیل کو محرف قرار دیتا ہے

تعدد ازواج اور عیسائیت

ان امور کے علاوہ قرآن اور بائیبل کی تعلیمات میں بھی اختلاف ہے۔ مثلاً انجیل کی تعلیم ہے۔ کہ انسان تعدد ازواج پر کبھی عمل نہ کرے۔ اور وہ عیسائیوں کا فرض قرار دیتی ہے کہ ان کے عہدہ دار اور نگہبان ایسے ہوں۔ جو "ایک ایک بیوی کے شوہر ہوں" (۱- تمطاؤس ۳/۱۲ وططس ۱/۶)

مگر اسلام ذاتی۔ قومی یا ملکی ضروریات کی بنا پر تعدد ازواج کی اجازت دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع۔

حلت و حرمت

پھر عیسائیت نے حلت و حرمت کا یہ کہکر خاتمہ کر دیا ہے کہ " کوئی چیز باہر سے آدمی میں داخل ہو کر اسے ناپاک نہیں کر سکتی" (مرقس ۷/۱۵)

"کیا تم نہیں سمجھتے۔ کہ کوئی چیز جو باہر سے آدمی کے اندر جاتی ہے۔ اسے ناپاک نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ وہ اس کے دل میں نہیں۔ بلکہ پیٹ میں جاتی ہے۔ اور پاخانے میں نکل جاتی ہے۔ یہ کہکر اس نے تمام کھانے کی چیزوں کو پاک ٹھیرایا" (مرقس ۷/۱۹)

اس کے مقابلہ میں اسلام کہتا ہے۔ کہ فلاں چیز کھاؤ۔ اور فلاں نہ کھاؤ۔ اور اس کی حکمتیں بھی بتاتا ہے۔

شریعت

ایک اور امر جو عیسائیت اور اسلام میں مابہ النزاع ہے وہ یہ ہے۔ کہ عیسائیت شریعت کو لعنت قرار دیتی ہے۔ مگر مسلمان اسے اللہ تعالےٰ کی رحمت سمجھتے ہیں۔ انجیل کہتی ہے:۔

"جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں۔ وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں" گلیتون ۳/۱۰

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا" گلیتون ۳/۱۳

"شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اس کے حضور راستباز نہیں ٹھیرے گا" رومیوں ۳/۲۰ :۔

عیسائیوں سے درخواست

پس ہم "نور افشاں" کے الفاظ میں ہی عیسائی صاحبان سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ

"آپ کب تک ڈانواں ڈول رہیں گے۔ تا بکے ادھر میں لٹکے رہیں گے۔ نا معلوم کس وقت رسی ٹوٹ جائے۔ تب اچانک دھڑام سے نیچے آ رہیں۔ سر پھٹ جائے۔ کمر ٹوٹ جائے۔ خدا نخواستہ جان سے جائیں۔ حضرت سلیمان ابن داؤد کا قول سن لیں۔ پیشتر اس سے کہ چاندی کی ڈوری کھولی جائے۔ اور سونے کی کٹوری توڑی جائے۔ اور گھڑا چشمہ پر پھوڑا جائے۔ اور حوض کا چرخ ٹوٹ جائے۔ اس وقت خاک سے خاک جا ملے گی۔ جس طرح آگے ملی ہوئی تھی۔ اور روح خدا کے پاس پھر جائے گی جس نے اسے دیا۔ برادران اس سے پیشتر کہ بلاوا آوے۔ فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ حق کیا ہے"۔

ہم "نور افشاں" کی دعوت کو خوشی سے منظور کرتے۔ اور عیسائی صاحبان کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ اگر وہ تحقیق حق کے لئے ایک قدم آگے بڑھیں گے۔ تو ہمارے علماء دس قدم ان کی طرف چل کر جائیں گے۔ اگر وہ چل کر آئیں گے۔ تو ہم دوڑ کر انہیں ملیں گے ہمارے علماء بفضلِ خدا ہر وقت عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت اور حقانیت ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں:۔

جمعیۃ العلما کیوں کانگرس سے رخ بدل رہی ہے

ہم نے نام نہاد جمعیۃ العلماء کا رخ کانگرس کی طرف سے کسی قدر پھرا ہوا دیکھ کر خیال کیا تھا۔ کہ کانگرس کی مسلم کش پالسی نے ان علماء پر بھی اثر کیا ہے۔ جو کانگرس کو اپنا قبلہ بنائے ہوئے تھے۔ جو کانگرسی تحریکات کی تائید میں آیات قرآنی اور احادیث سے استدلال کرتے تھے۔ جو مسلمانوں کے لئے کانگرس کی ہر بات کے آگے سر تسلیم خم کر دینا فرض قرار دیتے تھے۔ چنانچہ ہم نے ایک گذشتہ نوٹ میں اس کا ذکر بھی کیا تھا۔ لیکن اب ہمیں اقرار کرنا پڑا ہے۔ کہ یہ ہماری غلط فہمی اور جمعیۃ العلماء کے متعلق بے جا حسن ظنی تھی۔ جمعیۃ العلماء نے اس لئے کانگرس سے کسی قدر بیگانگت اختیار نہیں کی کہ کانگرس مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور ان کے حقوق غصب کرنے کی حرص میں حد سے بڑھ چکی ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہنگامی قوانین کے رو سے کانگرس کی تائید میں کچھ کہنا جرم ہے۔ چنانچہ خود جمعیۃ العلماء کے ناظم نے اپنی تقریر میں جمعیۃ کے واحد آرگن نے اپنے صفحات میں یہ اعلان شائع کیا ہے:۔ کہ

"اب تو کانگرس ایک خلاف قانون جماعت قرار دی جا چکی ہے۔ اس وقت اس کی حمایت کس طرح کی جا سکتی ہے۔ میں کوئی پاگل نہیں ہو گیا کہ موقع بے موقع کانگرس کی حمایت کرنی شروع کر دوں" (الجمعیۃ ۲ جنوری)

تبلیغِ احمدیت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک اہم تقریر

مولوی جلال الدین صاحب شمس کی کامیاب واپسی کی خوشی میں نظارت دعوت و تبلیغ نے جو دعوت چاء دی۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل تقریر فرمائی ٭ (ایڈیٹر)

پہلے تو میں اپنے بعض دوستوں کو خصوصاً مولوی ابوالعطاء صاحب کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اور شاید اور دوست بھی عربی ممالک میں جائیں۔ اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جب ہم غیر ممالک میں آدمی بھیجتے ہیں۔ تو ایک غرض یہ بھی ہوتی ہے۔ کہ ان

ممالک کی زبانیں

اس رنگ میں سیکھیں جس رنگ میں وہ لوگ خود بولتے ہیں۔ اور جو ان کے بولنے کا حق ہے۔ ہمارے ملک میں عربی زبان کی قدر کتابوں تک ہی رہی ہے۔ جس کا خمیازہ ہم سب بھگت رہے ہیں

عربی کی تعلیم

میں یہ مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ کہ اس زبان میں کلام کر سکیں۔ ہمارے ہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریک کی وجہ سے اتنی بات پیدا ہو گئی ہے۔ کہ عام طور پر عربی دان عربی میں گفتگو کر لیتے ہیں۔ اور ایسی گفتگو کر سکتے ہیں۔ جو دوسرے علماء ان سے زیادہ عربی کی تعلیم رکھنے والے بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن

لیکچر اور خطبہ

کا ابھی تک پورا انتظام ہمارے ہاں بھی نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ وقتی طور پر کوئی تیاری کرلے۔ اس صورت میں تکلف سے کام لینا پڑتا ہے۔ اور مفہوم کے مطابق الفاظ استعمال نہیں کئے جاتے۔ بلکہ

الفاظ کے ماتحت مفہوم

کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر الفاظ مفہوم پر غالب آجائیں اور مفہوم دب کر رہ جائے۔ تو ہم لیکچر نہیں دیتے۔ بلکہ اشارے کرتے ہیں۔ اور اگر اشارے ہی کرنے ہوں۔ تو الفاظ کی بجائے ہاتھوں سے کیوں نہ کرلیں۔ ہاں اگر

مضمون الفاظ پر غالب

ہوتا ہے۔ تو لیکچر صحیح معنوں میں لیکچر کہلا سکتا ہے۔ جہاں تک میرا تجربہ ہے۔ عربی کی جو نظمیں پڑھیں یا مضامین سنے ہیں۔ ان میں تکلف ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ چونکہ مضمون اچھی طرح ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے

شاندار الفاظ

میں اس کمزوری کو چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جب ہماری جماعت کے لوگ بیرونی ممالک میں جاتے ہیں۔ خواہ انگریزی بولنے والے ممالک میں یا عربی بولنے والے میں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ اس نقص کو دور کریں۔ لیکن ایک نقص

عربوں کی زبان

میں پیدا ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی گفتگو اعلیٰ درجہ کی زبان میں نہیں ہوتی۔ جنہیں خدا تعالیٰ توفیق دے۔ وہ نہ صرف خود اعلیٰ زبان سیکھیں بلکہ عربوں کو بھی سکھائیں۔

قرآن کریم کی عربی

اور ہے۔ اور عربوں کی موجودہ زبان اور۔ یہ بھی ضروری ہے۔ کہ عربوں کی موجودہ زبان سیکھیں۔ تاکہ انہیں آسانی سے دین سکھا سکیں لیکن قرآن کی زبان بھی سیکھنی چاہیئے۔ اور اسے رواج دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ عربی ممالک میں رہنے والے مبلغ کو چونکہ

عربی میں گفتگو

کرنے کی مشق کا موقعہ ملتا ہے۔ ہم یہاں عربی نہیں بول سکتے۔ اور اگر بولیں تو ہر قسم کے خیالات کے اظہار کا موقعہ نہیں ملتا۔ لیکن جو شخص عربی ممالک میں جاتا ہے۔ اسے

ہر قسم کے خیالات کے اظہار کا موقعہ

ملتا ہے۔ وہ دوستوں سے گفتگو کرتا ہے۔ اسے دشمنوں سے واسطہ پڑتا ہے اسے بڑوں سے چھوٹوں سے۔ اسے بیمار سے صحت مند سے۔ اسے حجام سے اسے سقے سے غرض ہر قسم کے لوگوں سے گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ اور اس طرح ہر قسم کے خیالات کے اظہار کا موقعہ ملتا ہے۔ اس لئے فطرت جن امور کو ظاہر کرتی ہے۔ انہیں وہ آسانی کے ساتھ سیکھ سکتا ہے۔ زبان کی یہ باریکیاں یہاں نہیں سیکھی جا سکتیں۔ اگر ہم عربی کالج میں اس کے لئے کوشش کریں۔ تو بھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ انگریزی کالجوں میں پڑھنے والے بھی اس طرح اپنے تمام خیالات کا اظہار نہیں کر سکتے۔ جس طرح ایک انگریز کر سکتا ہے اگرچہ انگریزی کے ناولوں نے ایک حد تک اس کمی کو پورا کر دیا ہے۔ تاہم ایک انگریز کورٹ شپ میں جن باریک اور

فطری احساسات

کا اظہار کر سکتا ہے۔ ایک پنجابی انگریزی دان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسے ہر قسم کے خیالات کے اظہار کا موقعہ نہیں ملتا۔

غرض ایک

زبان کی باریکیاں

اسی ملک میں سیکھی جا سکتی ہیں۔ جہاں وہ بولی جاتی ہے۔ لیکن عربی ممالک میں ایک نقص بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ لوگوں نے اس زبان کو مسخ کر دیا ہے۔ ہمارے مبلغین کو چاہیئے۔ کہ اس نقص کی اصلاح کریں۔ اور جب وہ ایسا کریں گے۔ تو ان ممالک کا

علمی طبقہ

بھی سمجھیگا کہ یہ لوگ ہمارے ملک کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور ہماری زبان کی اصلاح کر رہے ہیں۔ کبابیر وغیرہ مقامات جہاں کے لوگ احمدی ہو چکے ہیں۔ وہاں ہمارے مبلغ اپنی گفتگو میں ایسی زبان استعمال کریں۔ جو قرآنی زبان ہے اس طرح وہاں کے لوگوں کی زبان کی بھی اصلاح ہوتی جائیگی۔ اور اس طرح دوسرے لوگ بھی محسوس کریں گے۔ کہ جو احمدی ہوتے ہیں۔ ان کی زبان علمی اور قرآنی ہوتی جاتی ہے۔ اور وہ یہ سمجھیں گے۔ کہ احمدی ہمارے ملک کی اصلاح کر رہے ہیں

جیسا کہ سید ولی اللہ شاہ صاحب نے ذکر کیا ہے۔

مولوی جلال الدین صاحب

احمدیہ کالج کے فارغ التحصیل طلباء میں سے پہلے ہیں جن کو تبلیغ کی وجہ سے جانی حملہ برداشت کرنا پڑا ہے۔ یہ ایسی چیز ہے کہ انسان کا اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا دوسروں کی توجہ اور ہمدردی کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ بناوٹ سے یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے

جان دینے والے

وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو اپنے مذہب کو سچا سمجھنے والے ہوں۔ ورنہ مدعی بھی جان کو خطرہ میں دیکھ کر پھر جاتے ہیں

محمد علی باب

کے متعلق ہی آتا ہے۔ کہ جب اسے گرفتار کر کے اس پر گولیاں چلائی گئیں تو وہ بھاگ نکلا۔ اور ایک کمرہ میں جا چھپا۔ پھر وہاں سے پکڑا گیا۔

فرانس میں

ایک مشہور مدعی گزرا ہے۔ جس نے پوپ کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ پوپ نے اس کے مقابلہ کے لئے ایک لسان بھیجا۔ جس نے دو دو تقریریں کیں اور کہا۔ کہ میں الہام کا مدعی نہیں ہوں۔ مگر پوپ کا پیرو ہوں۔ تم الہام کے مدعی ہو۔ میرے ساتھ آگ میں سے گزرو۔ معلوم ہو جائیگا۔ کہ کون سچا ہے۔ مگر مدعی نے انکار کر دیا۔ اس کے ایک پیرو نے کہا۔ میں آگ میں جاتا ہوں۔ لیکن جب آگ جلائی گئی۔ تو اس نے کوئی بہانہ بنا لیا۔ اور آگ میں سے نہ گزرا۔ تو بڑے بڑے مدعی بھی ایسے گزرے ہیں۔ جنہوں نے بڑی مصیبتیں اٹھائیں۔ مگر عین وقت پر پیچھے ہٹ گئے۔ دراصل

آخر وقت تک

یا تو سچا تکالیف برداشت کر سکتا ہے۔ یا وہ جسے یقین ہو کہ میں سچا ہوں۔ اور

...ایسا نظارہ ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے یا جو ان جھوٹوں کی شمولیت سے جو اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ

جان دینے کا منظر

جھوٹ و فریب سے ایک حد تک خالی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے

ہماری جماعت

کے بعض لوگوں کو توفیق دی ہے۔ کہ انہوں نے سچائی کی خاطر جانیں دیں جیسا کہ افغان ہیں۔ ہندوستانیوں کو ابھی تک ایسا موقعہ نہیں ملا۔ اور ایسا تو بالکل نہیں ملا۔ کہ وہ جانتے ہوں۔ کہ ان کی جان لی جائیگی۔ اور پھر جان لی گئی ہو۔ مگر ایسا بھی موقعہ نہیں ملا۔ کہ بے جانے حملہ کرکے جان لی گئی ہو۔ اس قسم کا

پہلا موقعہ

مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل لوگوں میں سے مولوی جلال الدین صاحب کو ملا۔ مولوی نعمت اللہ خان صاحب نے افغانستان میں خدا کی راہ میں جان دی۔ مگر وہ ہندوستانی نہ تھے۔ ان کی قربانی کا فخر افغانستان والوں کو حاصل ہے۔

غرض

خدا کی راہ میں جان دینا

ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی زخمی ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا اِنْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیْتِ ”تو انگلی ہی ہے۔ جو زخمی ہوئی ہے“

اس کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ باوجودیکہ آپ نبوت کے مقام پر تھے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کے لئے جان دینے کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ پھر جو لوگ خدا کی راہ میں شہید ہوتے ان کے لئے دعا کرتے اور قرآن مجید میں آتا ہے فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ یعنی یا تو مومن جان دیکر اپنا فرض ادا کر دیتا ہے۔ یا حسرت رکھتا ہے۔ کہ کب یہ وقت آئے۔

مولوی جلال الدین صاحب کو فخر کے طور پر خدا تعالیٰ سے یہ بات ملی۔ لیکن ابھی یہ

ابتدائی چیز

ہے۔ حقیقی قربانیاں بہت بڑی ہوتی ہیں۔ اور ان کے لئے بہت تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں۔ ہمارے مبلغین ان حقیقی قربانیوں کے لئے تیاری کریں گے۔ بے شک ہماری جماعت میں

قربانی کی روح

ہے مگر اصلی دلیری ابھی تک پیدا نہیں ہوئی۔ ایک دلیری جبر کے وقت کی ہوتی ہے۔ مثلاً یہ کہ لوگ احمدیت چھڑانے کے لئے ماریں دکھ دیں۔ نقصان پہنچائیں۔ مگر احمدی کہیں۔ ہم احمدیت ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ ایسے لوگوں کی تو کمی نہیں۔ لیکن وہ جو خود

خطرہ کے مقام پر

جائیں۔ اور کسی بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تبلیغ کریں ایسے کم ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ کی استثنا کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ سو میں سے سو مبلغ ہی ایسے ہوں گے۔ کہ اگر احمدیت کی وجہ سے لوگ ماریں۔ تو وہ کوئی پرواہ نہ کریں گے۔ مگر

سو میں سے دس

بھی ایسے نہیں ہوں گے۔ کہ خطرہ کے مقام پر خود جائیں۔ اور وہاں کام کریں۔ لیکن جب تک یہ دیوانگی پیدا نہ ہوگی ہم کامیاب نہ ہوں گے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے لکھا ہے۔

”مجھے کیا معلوم ہے۔ کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پرخار بادیہ درپیش ہیں۔ جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں۔ وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب و شتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں۔ اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں۔ وہ عبث دوستی کا دم بھرتے ہیں“

پس جب تک

ہمارے مبلغین

اس بات کو مدنظر نہیں رکھتے۔ اور وہی نہیں جنہوں نے خدمت دین کے لئے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ بلکہ وہ بھی جنہوں نے

انصار اللہ

میں نام لکھائے ہیں۔ یا اور دوسرے لوگ جو احمدیت میں داخل ہیں۔ کہ لوگ ان کو مارتے جائیں۔ اور وہ مار کھاتے جائیں۔ لیکن تبلیغ احمدیت میں مصروف رہیں تصنع سے نہیں۔ بناوٹ سے نہیں۔ بلکہ ان کے دل سے بھی آواز نکلے۔ کہ آپ جو چاہیں۔ ہم سے سلوک کریں۔ مگر ہمیں آپ کی محبت مجبور کرتی ہے کہ آپ کی خدمت کریں۔ اس وقت تک احمدیت کی

پہلی بنیاد

قائم نہیں ہو سکتی۔ اور جب یہ قائم ہو جائے۔ تو پھر دنیا کی کوئی طاقت احمدیت کو دبا نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ہمیشہ ہی كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا کا مصداق ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت ہماری

انسانی کمزوری

دور ہو جائیگی۔ اور ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ دلائل کوئی چیز نہیں۔ اصل چیز یہ ہے۔ کہ مخالفت برداشت کرو۔ دکھ اور تکلیف اٹھاؤ۔ اور لوگوں کو تبلیغ کرو جب ہر جگہ۔ ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں یہ نظارے نظر آئیں گے۔ کہ احمدی ماریں کھائیں گے۔ گالیاں سنیں گے۔ دکھ اٹھائیں گے۔ اور تبلیغ کریں گے تو

شدید سے شدید مخالف

بھی متاثر ہو جائیں گے۔ اور جو لوگ ظلم کر رہے ہوں گے۔ ان سے کہیں گے کہ انسانیت کو کیوں بدنام کرتے۔ اور ان کو دکھ دیتے ہو۔ ان کی محبت کی قدر کرو۔ اور انسانیت سے پیش آؤ۔ دیکھو۔ وہ عتبہ اور شیبہ جو اسلام کے شدید دشمن تھے۔ جب

بدر کی لڑائی

کا موقعہ آیا۔ جبکہ ابوجہل نے لوگوں کو ایک مقتول کا بدلہ لینے کے لئے اکسایا تھا۔ تو وہ تیار ہو گئے۔ کہ مقتول کے وارثوں کو ہم خود خون بہا دیکر راضی کر لیتے ہیں۔ مگر

مسلمانوں سے جنگ نہ کیجائے

انہوں نے یہ بھی کہا۔ یاد رکھو۔ تم مسلمانوں کو ڈرا نہیں سکتے۔ وہ یا تو تمہیں مار دیں گے۔ یا خود مر جائیں گے۔ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ ہر بھائی اپنے بھائی کو قتل کرے۔ تو لڑو۔ ورنہ جنگ سے باز آؤ۔

یہ اشد ترین دشمن کہہ رہے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے مسلمانوں کی قربانی کا نظارہ دیکھا ہوا تھا۔ اسی طرح اگر ہماری جماعت کے لوگ

قربانی کا نظارہ

دکھائیں۔ مخالف پتھروں سے ہم پر حملہ کریں۔ اور ہم کلمہ خیر کے ساتھ ان کی طرف بڑھیں۔ وہ گالیاں دیں۔ ہم دین کی باتیں سنائیں وہ غیظ و غضب سے گفتگو کریں۔ اور ہم محبت اور الفت کی باتیں کریں۔ تو انہی میں سے ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ جو انہیں کہیں گے۔ کہ تمہاری طرف سے یہ سلوک

انسانیت پر ظلم

ہے۔ اس سے باز آجاؤ۔ اب تو وہ کہتے ہیں۔ کہ احمدی مسلمانوں کے دشمن لالچی۔ اور خود غرض ہیں۔ لیکن تب کہیں گے۔ احمدی بہادر۔ احمدی لوگوں کے خیر خواہ۔ احمدی مخلوقِ خدا کی خاطر دکھ اٹھانے والے ہیں۔ کیونکہ جب احمدی کہیں گے۔ کہ تم جو سزا چاہو ہمارے جسم کو دے لو۔ مگر ہم تمہاری

روح کو بچانے کی کوشش

کریں گے۔ ہم جسم کی سزا برداشت کر لیں گے۔ تا کہ تمہاری روح کو بچا سکیں تو خود بخود ان لوگوں کے دلوں میں محبت کی چنگاری پیدا ہو جائیگی ان کے گھروں کی عورتوں کے جذبات رحم و شفقت سے ابل پڑیں گے۔ ان سے نئی پود اثر لیگی۔ اور پھر وہ اولاد احمدیت کی مؤید ہوگی۔

یہ اصل چیز ہے۔ جو کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے ارادے سے دوسروں کی خیر خواہی کے لئے۔ دنیا کو گمراہی سے بچانے کے لئے کوشش کی جائے۔ اور کسی دکھ و تکلیف کی پرواہ نہ کی جائے۔ ورنہ یہ کوئی اتنی بڑی قربانی نہیں ہے۔ جب دشمن پکڑ کر مار لیتا ہے۔ یہ بھی قربانی ہے۔ مگر

اصل قربانی

وہی ہے جو انسان خود اپنے اوپر وارد کرے۔ اگر دشمن کا مارنا ہی بڑی قربانی ہوتی ہے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ انبیاء سے بڑھ کر ان کے ماننے والوں نے قربانی کی۔ جو دشمنوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ مگر یہ درست نہیں۔ ہم اس کو بھی قربانی سمجھتے ہیں۔ مگر اتنی بڑی نہیں جتنی اپنے نفس سے قربانی کی جائے۔ اور جس کی تیاری میں دشمن کا دخل نہیں ہوتا۔ یہ تو نہایت ہی

پاجی پن

ہے۔ کہ کوئی دشمن صداقت ترک کرنے کے لئے مارے۔ تو مارے ڈر کر صداقت کو چھوڑ دیا جائے۔ اور کسی شریف انسان سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی پس یہ کوئی بڑی قربانی نہیں۔ یہ تو دشمن نے زبردستی پکڑ کر جو چاہا۔ کیا۔ لیکن

جب ہم خود بخود دشمن کے پاس جاتے ہیں۔ تاکہ اسے ہدایت ہو۔ اور یہ جانتے ہوئے جاتے ہیں۔ کہ ہمیں مار پڑیگی۔ تکلیف ہوگی۔ دکھ پہنچیگا۔ اور پھر ایسا ہی ہو۔ تو یہ

بہت شاندار قربانی

ہے۔ کیونکہ اس کا ہر جزو ہمارا پیدا کیا ہوا ہے۔ حالات سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ خود حالات پیدا کر کے ہم نے قربانی پیش کی۔

دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ مبلغین

ایک غلطی

کرتے چلے آئے ہیں۔ اور وہ غلطی برابر چلی جا رہی ہے۔ خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک ان کے نقش قدم پر نہ چلیں جنکو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے اسوہ قائم کیا ہے۔ مگر بعض الفاظ سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ جب قرآن میں پڑھتے ہیں۔ کہ انبیاء کو ماننے والے اراذل تھے۔ تو سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سلسلہ میں پہلے ایسے ہی لوگ داخل ہوتے ہیں۔ مگر یہ نہیں غور کرتے۔ کہ

اراذل سے مراد

کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ابتدائی ماننے والوں میں حضرت لوطؑ بھی تھے۔ جو انہیں کے خاندان میں سے تھے۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ پر ابتداء میں ایمان لانے والے حضرت ہارونؑ تھے۔ اگر انبیاء کو پہلے ملنے والے رذیل لوگ ہوتے ہیں۔ تو حضرت ہارونؑ کو بھی یہی کہنا پڑے گا۔ اور وہ چونکہ حضرت موسیٰ کے بھائی تھے۔ اس لئے حضرت موسیٰ بھی نعوذ باللہ ایسے ہی ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کی تو تاریخ موجود ہے کہ آپ کو

کس کس نے ابتداء میں مانا

ان میں حضرت علیؓ، حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ بھی شامل تھے۔ کیا انکو اراذل ان معنوں میں کہا جا سکتا ہے۔ جو عام طور پر سمجھے جاتے ہیں۔

پس اراذل کا وہ

غلط مفہوم

ہے۔ جو مبلغین اور دوسرے لوگ سمجھے ہوئے ہیں قرآن کریم اسے رد کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولم یروا انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها

دو انتہائی حدود

کو کہتے ہیں۔ گویا ایک حد اشراف کی ہے۔ اور ایک اراذل کی۔ یعنی ایک اعلیٰ خاندانوں کی حد ہے۔ اور ایک عام لوگوں کی جنہیں مالی یا جسمانی طاقت حاصل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم ان دونوں طرفوں کو سمیٹ رہے ہیں ایک طرف باثر لوگوں میں سے اسلام میں داخل کر رہے ہیں۔ دوسری طرف کمزوروں سے۔ پس اراذل سے یہ مراد نہیں۔ کہ ادنیٰ خاندان کے لوگ۔ بلکہ وہ لوگ جو مالی لحاظ سے یا طاقت کے لحاظ سے کمزور ہوں۔ انہیں اراذل اس لئے نہیں کہا گیا۔ کہ خاندانی لحاظ سے رذیل تھے۔ بلکہ اس لئے کہ ان میں اس وقت کسی قسم کی طاقت اور قوت نہ تھی۔ حضرت عثمانؓ، زبیرؓ، عبداللہؓ، سعدؓ وغیرہ اعلیٰ خاندانوں میں سے تھے۔ مگر اراذل تھے۔ کیونکہ ابتدائی زمانہ میں انکے پاس دولت نہ تھی۔ طاقت نہ تھی۔ وہ ان کے بڑوں کے پاس تھی۔ اور وہ اسلام میں داخل نہ تھے۔ حضرت علیؓ جب ایمان لائے۔ تو اہل مکہ کی زبان میں رذیل تھے۔ کیونکہ ان کے پاس دولت نہ تھی۔ وجاہت نہ تھی۔ مگر یوں خاندانی لحاظ سے رذیل نہ تھے۔ اس طرح زبیرؓ اپنی ذات میں رذیل سمجھے جاتے تھے۔ مگر خاندان کے لحاظ سے رذیل نہ تھے۔ آخر ان کے مسلمان ہونیکی وجہ ان کا خاندان بھی اسلام میں داخل ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کی بہن اور بہنوئی اراذل میں سے تھے۔ مگر انکے اسلام لانے کا وہی ذریعہ بنے۔

اس وقت تک

ہمارے مبلّغ

عام طور پر اس بات کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اول تو وہ سمجھتے ہیں۔ کہ امراء کو تبلیغ کرنی مفید نہیں اور اگر کرتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو جن کے دل لمبے عرصہ کے زنگ کی وجہ سے سیاہ ہو چکے ہیں۔ حالانکہ چاہیئے یہ کہ ان خاندانوں کے

نوجوانوں کو تبلیغ کی جائے

دیکھو۔ اسی بات سے مکہ فتح کرنے میں کس قدر مدد ملی تھی۔ اور اسی وجہ سے قرآن کریم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شامل کیا گیا۔ کیونکہ

اسلام کی کامیابی

میں ان کو بھی دخل تھا۔ اور وہ اس طرح کہ خدا تعالیٰ نے مکہ کے بڑے بڑے خاندانوں کے نوجوانوں کو چن لیا۔ اور انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا۔ اس وجہ سے کفار مسلمانوں پر سختی کرنے کی خواہش رکھتے ہوئے بھی بعض اوقات سختی نہ کر سکتے تھے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مکہ کے لوگوں کے پاس بھیجنا چاہا۔ تو عرض کیا گیا کہ مکہ کے لوگ ان کی بات نہیں سنیں گے۔ عثمانؓ کو بھیجا جائے۔ چنانچہ ان کو بھیجا گیا۔ جب کفار ان کو مارنے لگے۔ تو ان کے رشتہ دار کھڑے ہو گئے۔

غرض

بہترین ذریعہ تبلیغ کا

یہ ہے۔ کہ اعلیٰ خاندانوں کے نوجوانوں کو تبلیغ کی جائے۔ اور قرآن سے دو ہی اطراف کا پتہ چلتا ہے جہاں سے لوگ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو مظالم کے نیچے دبے ہوتے ہیں۔ یا وہ خاندان جو اپنی شوکت کھو چکتے اور گر جاتے ہیں۔ ان کو اراذل کہتے ہیں۔ لیکن یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو جلد سچائی قبول کر لیتے ہیں۔ اور ملک میں ہیجان پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ ایسی بات ہے۔ جس کی طرف اسوقت تک ہمارے مبلغین نے بہت کم توجہ کی ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ جہاں جائیں۔ وہاں کے سکولوں میں جائیں۔ ماسٹروں اور طالب علموں سے اچھے اچھے تعلقات پیدا کریں۔ بڑے خاندانوں کے نوجوانوں سے تعلقات بڑھائیں۔ ان کو تبلیغ کریں۔ پھر دیکھو چند سال میں

ملک کا نقشہ

کس طرح بدل جاتا ہے۔ جب بڑے بڑے خاندانوں کے نوجوان احمدی ہو جائیں گے۔ تو ان کے خاندان احمدیوں پر تشدد نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ ان کی مخالفت کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائیگی۔

ایک اور بات یہ ہے۔ کہ تبلیغ کے لئے

عمدہ اخلاق اور لہجہ میں نرمی

کی بے حد ضرورت ہے۔ وہ خشونت جس نے پرانے علماء کو بدنام کر رکھا ہے وہ کسی احمدی میں نہ ہونی چاہیئے۔ اسلام سچائی ہے۔ اور سچائی کو کوئی چیز مغلوب نہیں کر سکتی۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ جس سے بات کریں۔ اس سے لڑ پڑیں۔ اگر ہم

دوسرے سے گفتگو

کرتے ہوئے۔ اس سے ہنستے ہوئے اخلاق کو مدنظر نہ رکھیں گے۔ تو اثر نہ ہوگا۔ ایک بات کو عمدگی سے پیش کرنے پر جو اثر ہو سکتا ہے۔ وہ برے رنگ میں پیش کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر یوں کہیں۔ کہ مسلمانوں میں یہ نقائص اور یہ کمزوریاں پیدا ہو گئیں۔ اور ان کے

ایمان میں نقص

آگیا ہے۔ تو ہر شخص اسے تسلیم کرے گا۔ لیکن اگر جسے۔ اسے خواہ مخواہ کہا جائے۔ کہ تم کافر ہو۔ تو وہ متنفر ہو جائیگا۔ جب کسی کو کافر کہتے ہیں تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے۔ کہ

ایمان کا ایک درجہ

ہے۔ وہ اس میں نہیں۔ ورنہ کئی باتیں ایمان کی اس میں پائی جاتی ہوں گی جسطرح ایک طالب علم امتحان میں پانچ نمبروں کی کمی کی وجہ سے بھی فیل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ بھی ایمان میں نقص کی وجہ سے مومن نہیں کہلا سکتا۔ تو نقص تسلیم کرنے کے لئے ہر شخص تیار ہو جائیگا۔ اور پھر اسکی اصلاح کی طرف بھی متوجہ ہو سکیگا۔ پس ہمارے مبلغین کو تبلیغ ایسے رنگ میں کرنی چاہیئے۔ کہ کسی قسم کے

جھگڑے فساد کا شائبہ

نہ ہو۔ پھر مبلغ اپنے اخلاق ایسے بنائیں۔ کہ کسی کو ان سے خواہ مخواہ شکایت نہ پیدا ہو۔ اور وہ ایسے رنگ میں کلام کریں۔ کہ

کسی کی دل شکنی

نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خود بعض باتیں ایسے رنگ میں لکھی ہیں۔ کہ لوگ انہیں سمجھ جائیں۔ اور کسی کی دل آزاری بھی نہ ہو مثلاً آپ نے جو

نبوّت کی تشریحات

کی ہیں۔ ان کے یہ معنی نہیں کہ آپ دنیا سے ڈرتے تھے بلکہ آپ یہ چاہتے تھے۔ کہ نبوت کو ایسے رنگ میں پیش کریں۔ کہ لوگ الفاظ میں نہ الجھ جائیں۔ اور ایسا طریق اختیار کریں۔ کہ بغیر اس کے کہ سچائی کا ایک ذرہ بھی چھوڑیں۔ اصل بات بیان کر دی جائے تاکہ

لوگوں کے احساسات

کو صدمہ نہ پہنچے۔ ہماری غرض کسی کو کافر بنانا نہیں۔ بلکہ مومن بنانا ہے۔ کافر خود بنتا ہے۔ اگر ہم ایسا طریق اختیار کرتے ہیں۔ کہ کسی کو

کافر بننے میں مدد

دیتے ہیں۔ تو خود ملزم بنتے ہیں۔ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی خوبی ہوتی ہے۔ مجھے تو

ابوجہل میں بھی خوبی

نظر آتی ہے۔ بدر کے دن جب اس نے کہا۔ کہ اے خدا اگر اسلام سچا ہے۔ تو مجھ پر پتھر برسا تو یہ بھی اپنے رنگ میں حسن ہی تھا۔ کیونکہ جس مذہب کو وہ سچا سمجھتا تھا۔ اس کے لئے پتھر کھانے کو تیار ہو گیا۔ یہ بھی اپنے رنگ کا حسن تھا۔ جو خدا تعالیٰ نے اس میں پیدا کیا۔

پس مبلغین کو ایسا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ

تنگ دلی اور تنگ ظرفی

نہ پائی جائے۔ خصوصاً وہ مبلغ جو عربی ممالک میں جائیں۔ کیونکہ وہاں خشونت زیادہ پائی جاتی ہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہمارے مستقل اور باقاعدہ مبلغ اور دوسرے دوست بھی ان باتوں پر عمل کریں گے۔ اگر زیادہ نہیں۔ تو کچھ دن ہی عمل کر کے دیکھیں۔ اور پھر دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ یہ

عام مرض

پایا جاتا ہے۔ کہ لوگ جو باتیں سنتے ہیں۔ انہیں فوراً بھول جاتے ہیں۔ اور سننے کے بعد ان کے خلاف کرنے لگ جاتے ہیں۔ جان کر نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ وہ باتیں عمل کرنے کے لئے سنتے ہی نہیں۔ بلکہ مزا حاصل کرنے کے لئے سنتے ہیں۔ اگر عمل کرنے کے لئے سنیں۔ تو

عظیم الشان تغیر

پیدا ہو جائے۔ یہی باتیں جو اس وقت میں نے بیان کی ہیں ان پر عمل کر کے دیکھو تو اگلے ہی سال اگر نقشہ نہ بدل جائے۔ تو جو چاہو۔ کہو۔ مگر مشکل یہی ہے۔ کہ عمل کرنے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی پچھلے دنوں میں نے

ایک تبلیغی وفد

یہ نصیحت کر کے بھیجا کہ یہ سمجھ کر جاؤ کہ ماریں کھانی پڑیں گی۔ تکلیفیں ہونگی۔ مگر سب کچھ برداشت کریں گے۔ اور تبلیغ کرتے رہیں گے لیکن جب کسی کو ذرا تکلیف پہنچی۔ اس نے لوگوں کو یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ ہماری جماعت کے لوگ تمہاری خبر لیں گے کسی ایک نے لکھا کہ لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ ہم کیا کریں۔ بعض نے کہا۔ کہ مضبوط اور طاقتور آدمی آئیں۔ تو اچھا اثر ہوا۔

تو ان باتوں پر عمل کرو۔ سب سے پہلے مبلغین کے لئے عمل کرنا ضروری ہے۔ بے شک پہلے پہلے تکالیف ہونگی۔ تذلیل ہوگی۔ لوگ پاگل بھی کہیں گے۔ مگر

آخر کار کامیابی

ہوگی۔ اور وہی لوگ قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگ جائیں گے۔ جو ابتداء میں تکالیف پہنچاتے۔ گاندھی جی نے جب ابتداء میں کام شروع کیا۔ تو انہوں نے خود لکھا ہے۔ میں نے کانگرس میں شامل ہو کر جب کہا۔ کہ مجھے کام دو۔ تو کہا گیا۔ کہ تمہارے لئے کوئی کام نہیں۔ اس پر میں نے کہا۔ دفتر میں بڑا گند پھیلا ہوا ہے۔ اسے صاف کیوں نہیں کراتے۔ کہا گیا۔ چوہڑا نہیں ملتا۔ میں نے کہا میں خود صفائی کر دیتا ہوں چنانچہ میں صفائی کرنے لگ گیا پھر سکرٹری کا بٹن ٹوٹا ہوا تھا۔ وہ لگا دیا۔ اس پر مجھے بہت سی ٹوٹی ہوئی چیزیں مرمت کے لئے لاکر دیدی گئیں۔ :

تو بے شک ہر کام میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ لیکن آہستہ آہستہ اثر ہونا شروع ہوتا ہے۔ :

مولوی جلال الدین صاحب شمس کی تقریر

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مولوی صاحب موصوف کو جو ٹی پارٹی دی گئی۔ اس میں انہوں نے حسب ذیل تقریر کی۔

شکریہ کے بعد کہا۔ بلاد عربیہ میں جو بھی کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ در حقیقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور دیگر بزرگان جماعت کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ :

دمشق کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احادیث سے استنباط کرتے ہوئے اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں تحریر فرمایا ہے۔ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق :۔ کہ مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ دمشق کی طرف سفر کریگا نیز شام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات بھی ہیں۔ اس لئے اس کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا دمشق کی طرف سفر مشیت ایزدی کے ماتحت ہوا۔ اور آپ کے وہاں تشریف لے جانے سے ایک شور پڑ گیا۔ بعد میں وہاں مشن کھولا گیا۔ جب ہم وہاں پہونچے۔ تو ایک ماہ بھی نہیں گذرا تھا۔ کہ بغاوت کے آثار شروع ہو گئے۔ پھر روز بروز بغاوت کا فتنہ ترقی پکڑتا چلا گیا۔ شہر میں روزانہ مشین گنز استعمال میں لائی جاتیں اور توپوں کے ذریعہ بہت سے مکانات گرا دئے گئے۔ بہت سے بچے بوڑھے مرد عورتیں مکانوں کے نیچے آکر مر گئے۔ اور

بلاء دمشق کا الہام

پورا ہوا۔ :

جب دمشق میں مجھ پر حملہ ہوا۔ اور خنجر سے دو زخم لگے۔ تو دوسرے روز مشائخ نے لوگوں میں میرے قتل کی خبر مشہور کر دی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو دعا کیلئے تار دیدیا گیا۔ تو احمدی کہتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ شفا دیدیگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دیدی۔ اور پھر وہاں سے حیفا آیا۔ وہاں بھی سخت مخالفت ہوئی۔ اور مخالفت کی ایک وجہ یہ تھی۔ کہ انہی دنوں فلسطین میں تمام ممالک کے پادریوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس پر تمام

فلسطین کے مسلمانوں میں جوش

پھیل گیا مسلمان بادشاہوں اور بڑے بڑے لیڈروں کو احتجاجی تار بھیجے گئے۔ مشائخ نے اس سے فائدہ اٹھا کر ہمارے خلاف بھی لوگوں کو اشتعال دلایا۔ آخر مخالفت اپنی انتہا کو پہنچ کر کم ہونے لگی۔ اور جماعت ترقی کرتی گئی۔ :

ایک اعتراض کا جواب

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ ہمارا مشن عین وقت پر کھولا گیا۔ اگر وہاں مشن قائم کرنے میں اور تاخیر کی جاتی۔ تو اچھا نہ ہوتا۔ اب بھی لوگ یہ اعتراض کرتے تھے۔ کہ چالیس برس مسیح موعود علیہ السلام کو آئے ہو گئے۔ اور ہمیں اب تک ان کی دعوت نہیں پہونچی۔ میں ان کے سوال کا یہ جواب دیتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں بھی ۲ رسالے اور المناس اور اللواء وغیرہ میں آپ کے دعویٰ کے متعلق بحثیں موجود ہیں۔ مگر تفصیلی طور پر آپ کی دعوت کا پہونچنا اسی وقت کے لئے مقدر تھا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت ان شہروں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی کے وقت پہونچی۔ اسی طرح آپ کے نائب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت بھی آپ کے خلیفہ ثانی کے عہد میں پہونچی۔ :

دوسری بات یہ ہے۔ کہ پہلے یہاں ترکی حکومت تھی۔ اور قانوناً تبلیغ منع تھی۔ لیکن جب آزادی ہوئی اور پادریوں نے یہاں مشن کھولے تو ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے پہونچ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسیح موعود علیہ السلام کو دجال کے پیچھے ہی خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا ہے

مشن کے فوائد

ہمارے مشن کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے۔ کہ پہلے مشائخ قرآن مجید و حدیث کی طرف زیادہ توجہ نہ کرتے تھے۔ مگر اب ہمارے مقابلہ کیلئے قرآن مجید کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ پہلے بعض مشائخ ایسی آیتیں پیش کر دیتے جن کا قرآن مجید میں کوئی ذکر نہیں جیسے وجعلنا لکل شیئ سببًا اور اسی طرح یہود کا قول ولا تومنوا الا لمن تبع دینکم اپنے خدا تعالیٰ کا حکم تصور کرتے۔

دوسرا فائدہ

یہ ہوا۔ کہ مشائخ تو یہ کہتے تھے کہ انجیل وغیرہ کا پڑھنا حرام ہے۔ اس لئے وہ پادریوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اب ہمارے مشن نے عیسائیت کی تردید میں کتب لکھی ہیں جنکی وجہ سے احمدی دوست تو پادریوں کا بھی مقابلہ کر لیتے ہیں۔ مگر غیر احمدیوں کو بھی عیسائیت کے خلاف دلائل کا علم ہو گیا ہے۔ اور وہ شوق سے ہماری کتابوں کو پڑھتے ہیں۔

تیسرا فائدہ

یہ ہوا۔ کہ لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیم سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً مشائخ نے وہاں مسلمانوں کو فتویٰ دے رکھا ہے۔ کہ یہود کا مال جبراً لینا بھی جائز ہے۔ اس لئے

47

علاقہ بھمبر (ریاست جموں) کے حالات

مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کی شرارتیں

صوبہ جموں میں بھمبر ایک مشہور قصبہ ہے۔ جو گجرات پنجاب سے سیدھا شمال کی طرف ۲۸ میل کے فاصلہ پر اعدی پہاڑ کے دامن میں اوس قدیمی شاہراہ پر آباد ہے۔ جو گجرات سے براستہ نوشہرہ راجوری کشمیر کو جاتا ہے۔ یہی وہ قصبہ ہے۔ جسے اکبر اعظم نے آباد کر کے اس کا نام اکبر آباد رکھا تھا (توزک) بھمبر اور مضافات بھمبر میں ہندو ساہوکاروں کا بہت زور ہے۔ زمینداروں میں مسلم راجپوت چب بھی آباد ہیں۔ بھمبر کے علاقہ میں جاگیریں بھی ہیں۔ جاگیر دار بھی ہیں جو ڈوگرہ حکومت کے اعمال کی جابرانہ پالیسی سے خدا کے برتر کا نام لینا چھوڑ دیں۔ تو چھوڑ دیں۔ مگر حاکم کے نام کو پانچ وقت جپتے رہتے ہیں۔ اسی علاقہ کے رہنے والے میجر علی اکبر خان صاحب بھی ہیں۔ جو مسلمانان ریاست کے اندر بہت عدیم المثال شہرت حاصل کر چکے ہیں اسی تحصیل کے راجہ محمد افضل خان (موجودہ گورنر جموں) ہیں۔ ایک مہینہ سے اس علاقہ میں موجودہ تحریک کا کچھ احساس ہو چلا ہے۔ اس کی وجہ عام طور پر یہی ہے۔ کہ برادران ہنود خواہ مخواہ مسلمانوں کو چھیڑنے کے درپے رہتے ہیں۔ لیکن خوش قسمتی سے جب تک کہ راجہ محمد سرور خان تحصیلدار کالس چلتا رہا۔ کوئی فرقہ وارانہ کشمکش شروع ہی نہ ہونے پائی۔

جب سے الٰہی بخش منیوٹ والے کو قتل کرنے والے وشوامتر کورٹ انسکپٹر میرپور کو بھمبر میں لگایا گیا ہے۔ ہندوؤں کے دماغ میں فتور شروع ہو گیا ہے۔

موضع ٹرہنگ کا واقعہ

موضع ٹرہنگ میں مسلمانوں کی کثرت ہے۔ یہاں چند گھر سکھوں کے آباد ہیں۔ مسلمانوں کی جامع مسجد میں سکھوں نے محض ازراہ شرارت مرغی جھٹکہ کر کے ڈال دی۔ جس سے مسلمانوں کو جوش آنا لازمی تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تین چار مسلمان جمع ہو گئے۔ سکھوں اور ہندوؤں نے مسلمانوں پر مفروضہ ڈکیتی کا الزام لگا دیا۔ لیکن کوئی ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے حکام کو معاملہ رفع دفع کرنا پڑا۔

اخبار ملاپ نے ٹرہنگ کا واقعہ لکھتے ہوئے حسب عادت مسلمانوں کو ڈاکو۔ لٹیرے قرار دیکر یہ بھی لکھدیا کہ ۵ ہزار مسلمانوں نے بھمبر لوٹ لی لیکن فوراً ریاستی پبلسٹی افسر نے اعلان کر دیا۔ کہ بھمبر کی لوٹ کی خبر میں ذرہ بھی صداقت نہیں۔"

بھمبر میں نماز جمعہ

مسلمانان بھمبر نماز جمعہ کیلئے آٹھویں دن جمع ہوتے ہیں نماز پڑھ کر

یہ دعا کرتے ہیں۔ کہ یا الٰہ العالمین۔ حکومت کے دل میں نرمی محبت اور دور اندیشی پیدا کر تا وہ غریب مسلمان رعایا کے انسانی حقوق عطا کرے۔ مذہبی مکمل آزادی دے۔ ہم یہ نہیں چاہتے۔ کہ ہندو اپنے مذہبی حقوق اور فرائض سے روک دیئے جائیں۔ وہ گائے کو مقدس دیوتا جان کر پرستش کریں۔ اپنے تیوہاروں پر خوشی سے گوشت نہ کھائیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمکو اس چیز سے جو کہ ہمارے لئے ہمارے مذہب نے جائز کی ہے۔ اور وہ حقوق جو از روئے مذہب خداوند کریم نے عطا کئے۔ ان کی راہ میں حکومت اور برادران ہنود روک اوٹ پیدا نہ کریں۔ یہ دعا مانگ کر پر امن طریقہ سے گھر چلے جاتے ہیں لیکن ہندو چباروں پر بلند مکانوں پر اینٹوں کے ڈھیر جمع کرتے ہیں خفیہ طور پر اسلحہ جات چمکا چمکا کر ناحق مسلمانوں کو جوش دلاتے ہیں۔ ادھر ہندو اخباروں میں جھوٹے بیانات شائع کرا رہے ہیں۔ چنانچہ ملاپ میں شائع ہوا ہے۔ کہ بھمبر میں کئی ہزار مسلمان جمع ہوئے۔ جو بھمبر پر حملہ کرنے والے تھے۔ مگر نقصان کیا ہوا۔ یہ کہ کسی مسلمان نے ایک دوکان سے صابن کی ایک ٹکیہ اٹھا لی اصل بات یہ ہے کہ مسلمان کیا میرپور میں اور کیا بھمبر میں بالکل امن پسندی سے اپنے مطالبات اور حقوق کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ مالیہ اور کاہچرائی کی زیادتی اور دیگر مظالم نے ان کا کچومر نکال دیا ہے۔ اب ریاست کے مسلمان غلام نہیں رہنا چاہتے۔ وہ حکومت سے حقوق مانگ رہے ہیں۔ اور طرز مطالبہ وہی ہے۔ جو کہ ہندوستان بھر میں جاری ہے مگر افسوس ہے۔ کہ ہمارے ہندو بھائی کشمیر میں اس تحریک کو باغیانہ تحریک اور انکے رہنماؤں کو باغی کہکر مسلمانوں کے منہ آ رہے ہیں

بھمبر میں ایک ساہوکار کا قبول اسلام

۸ جنوری کو بھمبر میں ارد گرد کے مسلمانوں نے حسب دستور نماز جمعہ ادا کی۔ راجہ محمد سرور خان مجسٹریٹ درجہ دوم بھی شامل نماز جمعہ تھے بعد نماز جمعہ ایک ساہو جو ایک عرصہ سے متلاشی حق تھے۔ بطیب خاطر مسلمان ہوئے۔ ان کے اسلام لانے پر نعرہ ہائے تکبیر سے آسمان گونج رہا تھا۔ مسلمان نومسلم کا جلوس نکالنا چاہتے تھے۔ لیکن تحصیلدار صاحب و دیگر مقامی افسروں کے سمجھانے پر مسلمانوں نے جلوس نہ نکالا۔ خداوند کریم نومسلم کو استقامت بخشے۔

مسلمانان تحصیل بھمبر کے مطالبات

معلوم ہوا ہے۔ کہ انجمن اسلامیہ بھمبر اور مولوی زین العابدین صاحب نمائندہ تحصیل بھمبر نے مسلمانوں کی طرف سے جو مطالبات بذریعہ انجمن اسلامیہ جموں بھیجے ہیں۔ احکام مذہب کے راستہ میں جو روکاوٹیں ہیں۔ ان کو دور کئے جانے کے علاوہ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں کے تمدن اور روایات کو جو جو باتیں نقصان پہنچا رہی ہیں۔ ان میں نصاب تعلیم بھی ہے۔ مثلاً پرائمری کے سکولوں میں جو کہانیوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان میں ایک ہی قوم ایک ہی ملت اور ایک ہی طرف کی تہذیب۔ تمدن۔ برتری اور عظمت کے اسباق ہیں۔ جس سے مسلمانوں کی روایات اور تمدن و کلچر کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ پس موجودہ نصاب تعلیم کی اصلاح کر کے مسلمانوں کی تاریخی۔ تمدنی۔ اور مذہبی تعلیم کا بندوبست ہونا چاہیئے۔

مطالبات میں نوشہرہ کی تین شاہی مساجد۔ احمد آباد کی مسجد بنادر کی مسجد۔ جو کہ تمام سرکاری قبضہ میں ہیں۔ ان کی واگزاری کا پر زور مطالبہ کیا گیا ہے۔ مسلم رعایا کی بقیہ تکالیف بھی لکھ کر بھیج دی گئیں۔ امید ہے کہ گلینسی کمیشن ان کے متعلق شہادات لے گا۔ (نامہ نگار)

مسلمانان جموں سخت خطرہ میں

مہاراجہ صاحب کو قبل از وقت اطلاع

مسلم ایسوسی ایشن جموں کی طرف سے حسب ذیل پریس ٹیلیگرام بھیجا گیا ہے۔

مسلمانان جموں کی سیاسی بیداری کے شروع سے ہی ہندو انہیں جائز حقوق سے محروم رکھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے ناجائز ذرائع کے استعمال سے بھی انہیں تامل نہیں ہوا گزشتہ نومبر کے فسادات اس امر کا کھلا کھلا ثبوت ہیں۔ جب کہ مسلمانوں کو وحشیانہ طور پر قتل کیا گیا۔ ان پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔ اور ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

۱۱ جنوری ۱۹۳۲ء کو سینکڑوں ہندوؤں نے مہاراجہ صاحب اور سرکاری حکام سے ملاقات کی۔ اور بعد ازاں ایک جلسہ میں میرپور کے ہندوؤں کی مفروضہ شکایات کے انتقام کے لئے مسلمانان جموں کے قتل عام اور ان کے مکانات کو لوٹنے اور جلانے کی سازش کی۔ انہوں نے ملحقہ دیہات سے راجپوتوں کو اس کام کے لئے اجرت پر بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ فسادات نومبر سے کافی عرصہ قبل مسلمانوں نے سرکاری حکام کو اطلاع دیدی تھی۔ لیکن انہوں نے کوئی احتیاطی کارروائی نہ کی۔ اسی طرح مہاراجہ بہادر اور ریاستی حکام کو ابھی اس سازش سے مطلع کر دیا گیا ہے۔ مسلمانان جموں بہت مضطرب ہیں حالات سخت نازک ہیں۔

جموں کے ایک سرکاری وکیل کیخلاف احتجاج

جموں کی مسلم ایسوسی ایشن۔ انجمن احمدیہ انجمن اسلامیہ اور انجمن سادات نے ۱۱ جنوری کو حسب ذیل تار مہاراجہ صاحب کی خدمت میں ارسال کیا جس کی نقول صدر اعظم اور چیف جسٹس کو بھی ارسال کی گئی ہیں۔

قائم علی چشتی انگریزی نہیں جانتا۔ اور نہ وہ قانون میں گریجویٹ ہے اسے اس مقدمہ میں جو لال سنگھ وغیرہ کے خلاف حکومت کی طرف سے چلایا جا رہا ہے۔ سرکاری وکیل مقرر کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد عمداً مسلمانوں کے مقدمہ کو خراب کرنا ہے۔ اس کی بجائے مظفر الدین شاہ میری کو مقرر کیا جائے

نظارتوں کے اعلانات

تبلیغ احمدیت کے متعلق ضروری ہدایات

تمام احباب جماعت جلسہ سالانہ سے فارغ ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں پہنچ چکے ہیں۔ لہذا اب نئی روح تازہ جوش اور اخلاص سے سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے۔ کہ اس نے ہم کو زندگی کا ایک اور سال عطا فرمایا ہے ہمیں چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کرتے ہوئے۔ اپنی تمام طاقتوں کو تبلیغ کے کام میں خرچ کر دیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا۔ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" ہماری زندگی میں ہی پورا ہو۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ منشاء جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں درج فرمایا۔ اس کا پورے طور سے ظہور ہو۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے۔ جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو۔ سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

احمدیت ایک صداقت ہے۔ جسے دنیا کے سامنے جرأت اور دلیری کے ساتھ پیش کرنا چاہیئے۔ اور یہ صداقت انشاء اللہ غالب ہو کر رہے گی۔

صوبہ پنجاب میں تبلیغی تنظیم کے لئے۔ میں احباب کرام کو توجہ دلا چکا ہوں۔ پس مندرجہ ذیل اضلاع کے احباب۔ اپنے اپنے ضلع کی تبلیغی تنظیم کر کے مجھے بہت جلد اطلاع دیں۔ اور مبلغین علاقہ بھی اس طرف فوری توجہ کریں۔ لاہور۔ فیروزپور۔ میانوالی۔ مظفر گڑھ۔ ڈیرہ غازی خاں۔ ریاست بہاولپور۔ ملتان۔ جھنگ۔ شیخوپورہ۔ لدھیانہ۔ دہلی۔ کرنال۔ رہتک۔ گوڑگانواں۔

جن اضلاع کی تبلیغی تنظیم ہو چکی ہے۔ ان کی تحصیلوار تنظیم ایسے رنگ میں کی جائے۔ جس سے اس تحصیل کے تمام مواضعات کی تبلیغی ذمہ داری کسی نہ کسی انصار اللہ یا احمدی کے دست پر ڈالدی جائے۔ ہر ایک سکرٹری تبلیغ اپنے حلقہ کی کارگذاری کی رپورٹ ماہوار انسپکٹر تبلیغ تحصیل کو دے۔ اور انسپکٹر تبلیغ تحصیل اپنے حلقہ کی رپورٹ ماہوار اپنے ضلع کے نائب مہتمم تبلیغ کو بھیج دے۔ پھر ہر ایک ضلع کے نائب مہتمم تبلیغ کا فرض ہوگا۔ کہ وہ اپنے ضلع کی تبلیغی کارگذاری کی رپورٹ دفتر دعوۃ و تبلیغ میں ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک پہنچا دیا کرے۔ یعنی جنوری ۱۹۳۳ء کے کام کی رپورٹ ۱۰ فروری ۱۹۳۳ء تک پہنچ جانی چاہیئے۔ یہ کام استقلال کے ساتھ جاری رکھا جائے۔ جیسا کہ تبلیغ کرنا ضروری ہے۔ ویسا ہی ماہواری رپورٹ کا بھجوانا ضروری ہے۔

ہر ضلع کی ماتحت انجمنوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اپنے ضلع کی مرکزی انجمن کے ساتھ تعلقات مضبوط کریں۔ اور نائب مہتممان تبلیغ کے ساتھ پورا پورا تعاون کر کے اپنے اپنے ضلع میں سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ و اشاعت کو مضبوط بنائیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ احمدیہ

نتیجہ امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۹۳۲ء میں جن اصحاب نے شہادت القرآن اور کشتی نوح کا امتحان دیا ہے۔ ان میں سے مندرجہ ذیل اصحاب امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ پاس ہونے کے لئے ۳۳ فیصدی نمبر حاصل کرنے ضروری ہیں۔

رول نمبر	نام امیدوار	نمبر جو حاصل کئے
۱	حافظ بشیر احمد صاحب جامعہ احمدیہ قادیان	۴۸
۲	سید احمد علی صاحب مدرسہ احمدیہ قادیان	۵۰
۳	سید بشیر احمد صاحب متفرق کلاس قادیان	۳۳
۵	منشی محمد دین صاحب پنشنر کھاریاں	۳۵
۶	منشی غلام رسول صاحب سیالکوٹی۔ لاہور	۴۸
۷	شیخ بشیر احمد صاحب مزنگ۔ لاہور	۳۸
۹	شیخ فتح محمد صاحب مزنگ لاہور	۴۰
۱۲	مسعودہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ عبد العزیز صاحب لاہور چھاؤنی	۳۳
۱۷	صوفی علی محمد صاحب مزنگ لاہور	۴۶
۱۹	سید محمود احمد شاہ صاحب لاہور	۴۰
۲۱	منشی چراغ الدین صاحب عارف والا منٹگمری	۴۹
۲۴	محمد عبد اللہ صاحب چکوال ضلع جہلم	۴۹
۲۷	چوہدری فیض احمد صاحب پوہلا مہاراں	۶۱
۲۸	ملک گل محمد خاں صاحب سرگودہا	۳۸
۲۹	منشی چراغ دین صاحب مٹھا لک سرگودہا	۴۰
۳۰	منشی حسن خاں صاحب مٹھا لک۔ سرگودہا	۳۳
۳۱	سلطان احمد صاحب چک نمبر ۹۹ شمالی سرگودہا	۳۲
۳۴	ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ننکانہ	۳۵
۳۵	محمود بیگ صاحب ننکانہ	۳۷
۳۶	منشی محمد اسماعیل صاحب نبی پور	۴۱
۳۹	مرزا محمد حسین صاحب راولپنڈی	۵۲
۴۰	چوہدری اعظم علی صاحب راولپنڈی	۶۲
۴۱	چوہدری مختار احمد صاحب راولپنڈی	۴۳
۴۲	مرزا محمد صادق صاحب راولپنڈی	۳۳
۴۴	قاضی محمد رشید صاحب راولپنڈی	۵۵
۴۵	ملک نواب خاں صاحب راولپنڈی	۳۶
۴۷	چوہدری عبد الحمید صاحب گارڈن کالج۔ راولپنڈی	۴۵
۵۰	ڈاکٹر نذیر احمد صاحب۔ رزمک	۶۶
۵۱	ملک عزیز محمد صاحب علی پور	۴۴
۵۳	چوہدری عطاء اللہ خان صاحب چک نمبر ۵۶۲	۴۵
۵۴	ماسٹر اللہ بخش صاحب چک نمبر ۵۶۲ لائل پور	۴۵
۵۵	سید نذر عباس صاحب۔ قادیان	۳۳
۵۶	خان عبد المجید خان صاحب ڈھلواں۔ کپورتھلہ	۴۲
۵۷	صوفی غلام محمد صاحب چک نمبر ۲۰۱/۸ سندھ	۴۳
۵۸	محمد احسان الحق صاحب مونگھیر	۴۶
۵۹	حمید احمد صاحب۔ میمیو۔ برما	۴۰
۶۰	ڈاکٹر عبد الکریم صاحب متھرا	۳۸
۶۲	ملک عزیز احمد صاحب۔ رزمک	۵۰
۶۳	محمد عبد الحق صاحب بانکی پور	۴۰

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

جماعت احمدیہ کاٹھگڑھ کے کارکن

مولوی عبد السلام صاحب امیر جماعت احمدیہ کاٹھگڑھ کی وفات کے بعد احمدی اصحاب نے ایک غیر معمولی جلسہ منعقد کیا۔ جس میں ارد گرد کے احمدیوں کو بھی مدعو کیا۔ اور اس بات پر غور کیا گیا۔ کہ مولوی صاحب مرحوم کے بعد سلسلہ کے کاموں میں سستی نہ واقع ہو۔ بلکہ پہلے سے زیادہ سرگرمی سے کام کیا جائے۔ جماعت احمدیہ کاٹھگڑھ نے نہایت جوش سے خدمت دین سرانجام دینے کا اقرار کیا۔ اور حسب ذیل کارکن اتفاق رائے سے منتخب کئے گئے۔ جن کی منظوری کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ناظر اعلیٰ۔ قادیان

سکرٹری دعوۃ و تبلیغ	چوہدری عبد المجید خانصاحب
سکرٹری بیت المال	چوہدری دولت خانصاحب
سکرٹری امور عامہ	چوہدری عبد الرحیم خانصاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت	چوہدری فیروز خان صاحب

ضروری اطلاع

بعض احباب نے دریافت کیا ہے کہ رمضان المبارک میں سحری اور افطاری کے اوقات کا نقشہ الفضل میں کیوں شائع نہیں کیا جاتا۔ گذارش یہ ہے کہ چونکہ مختلف مقامات میں طلوع و غروب آفتاب کے اوقات مختلف ہوتے ہیں۔ نیز گھڑیوں کے اوقات میں بھی فرق ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسی نقشہ سے غلطی لگنے کا احتمال ہوتا ہے۔

48

باجلاس شاہزادہ عالمگیر صاحب
اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول گوجرانوالہ

چندا سنگھ ولد امیر سنگھ جٹ سکنہ کوٹلی آدو تحصیل گوجرانوالہ

بنام

لال سنگھ ولد بھاگ سنگھ جٹ سکنہ کوٹلی آدو

بہاول ولد حاکم پسران دو سندھی ۔ جٹ

خان محمد اکبر علی پسران سردار خاں جٹ

کیسر سنگھ ولد نہالا جٹ ساکنان ابدال

اللہ دتا ولد غازی گمہار

فقیرا ولد خوشیا عیسائی

اللہ دتا ولد الہ دین لوہار

کرم الدین ولد پیرا ندتا عیسائی ساکنان کوٹلی آدو

ہرنام ولد چتر سنگھ جٹ سکنہ کوٹلی آدو

بڈھا ولد شیرا ۔ عیسائی سکنہ ابدال تحصیل گوجرانوالہ

سوہن سنگھ ولد ارجن سنگھ جٹ سکنہ کوٹلی آدو تحصیل گوجرانوالہ

دعویٰ فہمید حق و اصلاحات ۔ /۲۷ روپیہ

تاریخ پیشی ۲۴ ۳۲-۲

بمقدمہ مندرجہ عنوان میں رپورٹ ہائے سمنی ۔ درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے ۔ کہ تم عمداً تعمیل سے گریز کرتے ہو اور دیدہ دانستہ روپوش ہو ۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کر کے مشتہر کیا جاتا ہے کہ تم ۲۴ ۳۲-۲ کو حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ کرو ۔ ورنہ تمہاری غیر حاضری میں کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی ۱۴ ۳۲-۱

دستخط اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لندن کے اخبارات میں یہ افواہ شائع ہو رہی تھی۔ کہ حکومت گاندھی جی کو رہا کرنے والی ہے۔ لیکن ۱۲ جنوری کا ایک سرکاری لاسلکی پیغام مظہر ہے۔ کہ حکومت ہند گاندھی جی کو رہا کر دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ جب تک وہ اس امر کا اقرار نہ کریں کہ سول نافرمانی کی حمایت نہیں کریں گے۔

انگلستان کے مشہور اخبار آبزرور نے حکومت کو مشورہ دیا ہے کہ نفاذ اصلاحات کے بارے میں حکومت ہند کی نیک نیتی کا ثبوت صاف اور واضح اقدام سے ملنا چاہئیے۔ اور صوبجاتی آزادی جلد سے جلد دے دینی چاہئیے۔

حکومت بمبئی نے ایک اعلان کے ذریعہ اخبارات کو متنبہ کیا ہے کہ سیاسی قیدیوں کے پیغامات سرکاری افسروں پر ناخوشگوار نکتہ چینی۔ سیاسی حوادث کی مبالغہ آمیز خبریں۔ سول نافرمانی میں مدد دینے والی سرگرمیوں جلسوں اور جلوسوں کے نوٹس یا اشتہارات کانگرسی کارکنوں کے فوٹو وغیرہ شائع نہ کریں۔ ورنہ آرڈی نینس کے رو سے قابل مواخذہ ہوں گے۔

۱۴ جنوری کو پنڈت مالویہ بمبئی پہونچ گئے۔ ایک بیان کے دوران میں انہوں نے کہا۔ میں نے حکومت کو مشورہ دیا تھا۔ کہ وائسرائے اور گاندھی جی کے درمیان گفت و شنید سے مسائل طے ہو جائیں۔ تو سول نافرمانی کی نوبت نہ آئے۔ مگر اس پر عمل نہیں کیا گیا۔

پیرس سے ۱۲ جنوری کی اطلاع ہے کہ چونکہ ہال پرنسپل گورنمنٹ کے قیام کی تجاویز ہو رہی ہیں۔ اس لئے موجودہ وزارت مستعفی ہو گئی ہے۔

کلکتہ میں ۱۳ جنوری کی شام کو ریوالور والے مسلح نوجوان ایک دوکان پر حملہ آور ہوئے۔ اور جو کچھ مل سکا۔ لے کر موٹر میں بیٹھ کر چمپت ہو گئے۔

بمبئی سے ۱۲ جنوری کی خبر ہے کہ پولیس نے ایک مارواڑی مہاجن کی دوکان پر چھاپہ مارا۔ اور کانگرس کے لاکھوں روپیہ پر جو اس کی تحویل میں تھا۔ قبضہ کر لیا۔

رانگھاٹ سے ۱۱ جنوری کی خبر ہے۔ کہ اونچ ذات کے ہندوؤں نے شہر کی خاص سڑک پر جہاں ریلوے سٹیشن کے قریب ایک مذبح کھول دیا ہے۔ اور بیٹھے در قصابوں کی طرح باقاعدہ گوشت فروخت کر رہے ہیں۔

مہاراجہ کشمیر اور احرار کے درمیان جو گفتگوئے مصالحت ہو رہی تھی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ بغیر کسی نتیجہ کے ختم ہو گئی ہے۔

جموں سے ۱۲ جنوری کی خبر ہے کہ مہاراجہ بہادر نے ایک آرڈی نینس نافذ کر دیا ہے جس کے رو سے پانچ یا پانچ سے زیادہ اشخاص کا مجمع خلاف قانون ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کو سب انسپکٹر پولیس گرفتار کر سکتا ہے۔ اس جرم کی سزا تین ماہ قید بامشقت اور جرمانہ بھی ہوگی۔ افسران جس شخص پر جس قسم کی پابندیاں چاہیں عائد کر سکتے ہیں۔ اور اس کی جائداد پر قبضہ کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ آرڈی نینس ریاست جموں و کشمیر میں فی الحال چھ ماہ تک نافذ رہے گا۔

اخبار زمیندار کے نام نہاد مدیر نے اپنا ڈیکلریشن منسوخ کرا دیا تھا۔ اور اس وجہ سے اشاعت ملتوی ہو گئی تھی۔ ۱۴ جنوری کو جب نئے ڈیکلریشن کے لئے درخواست دی گئی۔ تو دو ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی۔

۱۴ جنوری کو وزیر ہند نے انڈیا آفس میں اخبار نویسوں کے ایک جلسہ میں تقریر کی۔ جس میں کہا۔ ہندوستان میں صورت حالات کے مقابلہ کے لئے جو کارروائی کی گئی۔ وہ کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ حکومت ہندوستان میں حکمرانی کرنے کا عزم صمیم کر چکی ہے۔ جب تک دھمکیاں دی جائیں گی۔ اور حکومت کو الٹنے کی کوشش ہوتی رہیگی۔ آرڈی نینس نافذ رہیں گے۔ اور جب ہمدردی اور تعاون سے کام لیا جائیگا۔ تو برطانوی حکومت بھی پوری مستعدی سے نئے جذبات کا اظہار کریگی۔ ہمیں جنگ پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اگر ہم جنگ کریں۔ تو یقیناً کامیاب ہوں گے۔ لیکن ہم ہندوستان میں امن قائم رکھنے کے خواہشمند ہیں۔ آخر میں وائسرائے اور عمال حکومت کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے صورت حالات کا مستعدی اور کامیابی سے مقابلہ کیا ہے۔

گاندھی جی کی اہلیہ مسز کستورا بائی کو ۱۵ جنوری کو ڈیڑھ ماہ قید محض کی سزا دی گئی۔ اور مجسٹریٹ نے اسے کلاس کی سفارش کی۔

احمد آباد سے ۱۴ جنوری کی خبر ہے کہ پولیس نے ینگ انڈیا اور نوجیون کے ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر کو گرفتار کر کے پریس اور عمارت پر قبضہ کر لیا ہے۔

۱۵ جنوری کو یو۔پی گورنمنٹ کے گزٹ میں صوبہ کی تمام کانگرس کمیٹیوں اور ان سے ملحقہ انجمنوں کو خلاف قانون قرار دیدیا گیا ہے۔ راجہ مہندر پرتاب کے برہم مہا ودیالیہ واقع بندرابن پر بھی پولیس نے قبضہ کر لیا ہے۔

۱۳ جنوری کو ملبدیہ دہلی کے اجلاس میں ایک مسلمان ممبر نے سر محمد شفیع کے اعزاز میں اجلاس کے التوا کی تحریک پیش کی۔ مگر ہندو ممبروں نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے تجویز کیا۔ کہ صرف ۵ منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کیا جائے۔ آخر رائے شماری پر ہندوؤں کی ترمیم ۱۱ کے مقابلہ میں ۱۶ آراء کی کثرت سے گر گئی۔ اور اجلاس سارے دن کے لئے ملتوی ہو گیا۔

۱۴ جنوری کو پولیس نے جلیانوالہ باغ امرتسر پر چھاپہ مارا۔ اور کانگرس کا تمام مال و اسباب ضبط کر کے تمام کارکنوں کو گرفتار کر لیا۔

۱۴ جنوری کو چیف کمشنر سرحد نے پشاور میں دربار منعقد کیا۔ جس میں تاجروں نے شمولیت کی۔ چیف کمشنر نے موجودہ کانگرسی تحریکات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ برائے نام غیر متشدد ہیں۔ حکومت ہند تجارت میں اس ناجائز مداخلت کے سدباب کا عزم صمیم کر چکی ہے۔ اور اس سلسلہ میں جو کچھ بھی کرنا پڑا۔ کیا جائیگا۔

۲/۱ پنجابی رجمنٹ ۱۵۶ سال سے فوجی خدمات سرانجام دے رہی تھی۔ اور غدر کے زمانہ میں بھی اس نے شاندار کام کیا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ تخفیف کی وجہ سے اسے آگرہ میں توڑ دیا گیا ہے۔

ایسوسی ایٹڈ پریس نے یہ بے پر کی اڑائی تھی۔ کہ مسلم کانفرنس کا جو وفد صوبہ سرحد کے حالات کی تحقیقات کے لئے گیا ہے۔ اسے چیف کمشنر نے مدعو کیا تھا۔ مولانا شفیع داؤدی رکن وفد نے اس خبر کی پر زور تردید کی ہے۔

مدراس میں ۶۔ جنوری کو سرکاری طور پر اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ برہام پور میں پولیس نے ہجوم پر انتباہ کے بعد گولی چلا دی۔ کیونکہ ہجوم پتھر برسا رہا تھا۔ فائر سے ایک شخص ہلاک اور دو مجروح ہوئے۔

حکومت نے کانگرس کے خلاف جو موثر اقدام کیا ہے۔ اس کا نتیجہ خاطر خواہ نکل رہا ہے۔ چنانچہ اس وقت امرتسر کانگرس کمیٹی کے لئے کوئی ڈکٹیٹر دستیاب نہیں ہوتا۔ کیونکہ کوئی شخص قید ہونے کے لئے تیار نہیں۔

پنجاب گورنمنٹ گزٹ کی تازہ اشاعت میں ۱۵ جنوری سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کو آرڈی نینس کے ماتحت مقامی حکومت کے اختیارات عطا کر دئے گئے ہیں۔

سکھر برج کے افتتاح کے بعد ۱۵ جنوری کو وائسرائے ہند دہلی پہونچ گئے۔

سری نگر کی خبروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ ۱۶ جنوری کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے دفتر میں جملہ سرکاری افسران کی ایک کانفرنس ... ہوئی۔ تاہم مہاراجہ صاحب کے نافذ کردہ آرڈی نینس کو عملی جامہ پہنانے کی تجاویز سوچی جا سکیں۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت پوری سختی پر تلی ہوئی ہے۔ اور مجالس کے خلاف قانون قرار دیئے جانے اور سیاسی جلسوں کے امتناع کا اعلان ہو گیا ہے۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔